© rasailojaraid.com

علامہ ابن تیمیہ کے رسالہ معارج الوصول کا ترجمہ

بسلسلہ ماسبق

قسط (۴)

اصل الاصول

(از عبدالعلیم ناظم صدیقی "مولوی فاضل" مدیر محدث و مدرس رحمانیہ)

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی فجر کی پہلی رکعت میں سورہ بقرہ کا یہ مقام پڑھتے تھے۔

قولوا امنا باللہ وما انزل الینا وما انزل الی ابراھیم واسماعیل واسحٰق ویعقوب والاسباط وما اوتی موسیٰ وعیسیٰ وما اوتی النبیون من ربھم لا نفرق بین احد منھم ونحن لہ مسلمون ؛ پ ع آخر

مسلمانو! کہدو ہم اللہ پر ایمان اور اس حکم پہ ایمان لائے جو ہماری طرف اتارا گیا اور جو ابراہیم، اسماعیل، اسحٰق، یعقوب اور ان کی اولاد پر اتارا گیا اور جو کچھ موسیٰ، عیسیٰ، اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے انبیاء دیئے گئے۔ ہم اُن انبیاء میں سے کسی کے درمیان تفریق نہیں کرتے۔ ہم خدا کے مطیع و فرمانبردار ہیں۔

اور دوسری رکعت میں حضورؐ حسب ذیل آیت پڑھتے تھے۔

قل یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئًا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشھدوا بانا مسلمون ۝ پ ع ۱۴

کہدے اے پیغمبر! اے کتاب والو! آؤ ایسے کلمہ کیطرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے۔ یہ کہ بجز اللہ کے ہم کسی اور کی عبادت نہ کریں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھیرائیں اور ہم میں سے کوئی خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر کسی دوسرے کو رب نہ قرار دے۔ پھر اگر وہ لوگ حق سے اعراض کریں تو کہدو تم گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں۔

دوسری روایت کے روسے بھی آپ ایمان و اسلام کو مدنظر رکھتے تھے۔ پہلی آیت تشریحِ ایمان کی اور دوسری اسلام کی حامل ہے۔ خدا تعالیٰ ایک جگہ فرماتا ہے۔

لنسئلنھم اجمعین عما کانوا یعملون ۝ : البتہ ہم اِن سب سے ان کے اعمال کی ضرور بازپرس کرینگے۔

اس آیت کے متعلق ابو العالیہ کا قول ہے کہ وہ دو خصلتیں ہیں جن کے متعلق ہر شخص پوچھا جائیگا ایک تو یہ کہ وہ کس چیز کو پوجتا تھا دوسری یہ کہ وہ رسولوں کو مانتا تھا یا نہیں ؟ یعنی پہلی خصلت میں لا الہ الا اللہ کی شہادت کی تحقیق ہے اور دوسری میں محمد رسول اللہ کی شہادت کی۔

صوفیہ نے اپنے عقائد کی بنا ارادہ پر رکھی ہے۔ یہ بھی ضروری ہے لیکن شرط یہ ہے کہ وہ ارادہ حسب فرمان ایزدی صرف ایک خدا کی عبادت کا ارادہ ہو۔ اسی طرح متکلمین نے اپنے عقائد کا دارومدار اس غور و فکر کو بنایا جو علم کا مقتضی ہو۔ یہ بھی ضروری ہے لیکن شرط یہ ہے کہ وہ علم اس چیز کا علم ہو جسکی خبر رسول نے دی۔ اور غور و فکر بھی اُنہی دلائل میں ہوں جنھیں رسولؐ نے بتایا۔ اور وہی اللہ تعالیٰ کی آیتیں ہیں۔ ان شرائط سے معلوم ہوا کہ یہ بھی ضروری ہے اور وہ بھی ضروری۔ لیکن برخلاف

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس کے جس نے علم بغیر ارادہ یا ارادہ بغیر علم طلب کیا وہ قطعی گمراہ ہے۔ اور جس نے علم و ارادہ میں رسول کی پیروی کے بغیر ان میں کسی ایک کو طلب کیا تو وہ بھی گمراہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سلف صالحین میں اکثر لوگوں کا قول "دین اور ایمان دراصل قول، عمل اور اتباع سنت ہی کے نام ہیں" بالکل درست ہے۔

الغرض جو ظاہری اعمال میں اہل فقہ ہیں وہ ظاہری عبادات میں گفتگو کرتے ہیں۔ اور جو تصوف اور زہد والے ہیں وہ انسان کے قصد وارادہ میں کلام کرتے ہیں۔ اور جو اہل نظر اور اہل کلام ہیں۔ نیز اہلحدیث میں سے جو لوگ اہل عقائد ہیں اور ان کے سوا تمام لوگ علم، معرفت اور اس تصدیق میں بحث کرتے ہیں جو ارادہ کی اصل ہے۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ عبادت میں قصد ضروری ہے اور قصد بغیر مقصود کے جو معبود ہے درست نہیں ہو سکتا۔ اس میں شک نہیں کہ یہ چیز ضروری ہے اور اسی لئے معبود اور اس چیز کی جس کے ذریعہ وہ معبود پوجا جاتا ہے معرفت اور پہچان ازبس ضروری ہے۔ چنانچہ مشرکین و نصاریٰ اور گمراہوں میں جو لوگ ان کے مشابہ ہیں بڑی بڑی عبادتیں اور زہد اختیار کرتے ہیں۔ لیکن وہ عبادتیں یا تو غیر اللہ کیلئے ہوتی ہیں یا اللہ کے حکم کے خلاف ہوتی ہیں، اسلئے بالکل عبث بلکہ قطعی گمراہی کہی جاتی ہیں۔ کیونکہ جو قصد و ارادہ نفع بخش و مفید ہوتا ہے وہ تو حقیقت میں صرف ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کا ارادہ ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کی حقیقی عبادت وہی ہو سکتی ہے جو خدا کی مقرر کردہ شریعت کے مطابق کیجائے۔ بدعتیں اور نئی باتیں نکالکر اگر خدا کی پرستش کی جائے تو اس کو عبادت نہیں کہا جا سکتا بلکہ وہ صریح بدعت اور گمراہی ہے۔ لہذا معلوم ہوا کہ دین اسلام کا دائرہ صرف ان دو اصولوں پر ہے۔ کہ فقط خدا تعالیٰ کی پرستش کی جائے۔ اور اسکو اسی طرح پوجا جائے جس طرح کہ اس نے اپنی مقرر کردہ شریعت میں بیان فرمایا۔ بدعات و محدثات میں خدا کی عبادت ہرگز نہیں ہو سکتی۔

علم، معرفت اور تصوف ان میں ہر ایک کا دارومدار صرف اس بات پر ہے کہ رسول نے جس چیز کی خبر دی ہے اس کی معرفت پیدا کی جائے۔ اور اس بات کی معرفت حاصل کی جائے کہ رسول کی تمام خبریں بالکل حق ہیں، یا اس وجہ سے کہ ہم جانتے ہیں کہ رسول جب کچھ کہتے ہیں تو حق ہی کہتے ہیں اور یہ ایسی تصدیق ہے کہ اسے ہر شخص مانتا ہے۔ یا اس سبب سے کہ اس خبر کی حقانیت اللہ تعالیٰ نے اپنی سچی آیتوں میں ظاہر کر دی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کتاب اور میزان اتاری ہے اور لوگوں کو دنیا میں اور خود اُن کی ذاتوں میں اپنی بے شمار نشانیاں دکھلادی ہیں۔ یہاں تک کہ ان کیلئے صاف ظاہر ہو گیا ہے کہ قرآن مجید بالکل حق ہے۔ (اوپر کی فصل اور اس میں جو کچھ بیان کیا گیا اس کا تعلق عقائد و عملیات سے تھا۔ اس کے بعد ذیل کی فصل کا بیان ہے جو عملیات سے متعلق ہے۔)

فصل دوم

رسولؐ نے عملی باتیں بھی جن کا نام لوگ فروع، شرع اور فقہ رکھتے ہیں نہایت اچھے طور پر صفائی و صراحت سے خود بیان فرمادیں۔ چنانچہ کوئی ایسی چیز نہیں کہ جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم نہیں کیا یا اس سے منع نہیں فرمایا یا اس کو حلال نہیں کیا یا اس کو حرام نہیں ٹھہرایا۔ یعنی ہر چیز کو اس کے متعلق جو حکم لگنا چاہیے نہایت صفائی سے بیان فرمادیا۔ خدا فرماتا ہے۔

الیوم اکملت لکم دینکم   (آج ہم نے تمہارا دین مکمل کر دیا (اس میں کسی چیز کی کمی نہیں رہی))

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دوسری جگہ ارشاد ہوا۔

ما کان حدیثا یفتریٰ ولکن تصدیق الذی بین یدیہ وتفصیل کل شیٔ وھدی ورحمۃ لقوم یومنون ۰ (یوسف ع ۱۲)

یہ قرآن کوئی تراشی ہوئی بات تو ہے نہیں بلکہ اس سے پہلے جو آسمانی کتابیں آچکی ہیں انکی تصدیق کرنیوالا ہے اور ہر (ضروری) بات کی تفصیل کرنیوالا ہے اور ایمان والوں کیلئے ذریعہ ہدایت ورحمت ہے۔

تیسری جگہ فرمایا۔

ونزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شیٔ وھدی ورحمۃ وبشری للمسلمین ۰

اے پیغمبر ہم نے تجھ پر کتاب اتاری جو (دین کی) تمام باتوں کا بیان کرنیوالا ہے اور مسلمانوں کیلئے ہدایت، رحمت اور بشارت ہے۔

چوتھی جگہ فرمایا۔

کان الناس امۃ واحدۃ فبعث اللہ النبیین مبشرین ومنذرین وانزل معھم الکتاب بالحق لیحکم بین الناس فیما اختلفوا فیہ ۱

تمام لوگ ایک ہی گروہ تھے پس اللہ تعالی نے انبیاء کو خوشخبری دینے والا اور ڈرانیوالا بنا کر مبعوث فرمایا اور ان کے ساتھ حق سے لبریز کتاب اتاری کہ اللہ تعالی لوگوں کے درمیان اس چیز میں جس میں وہ اختلاف کریں فیصلہ کردے۔

پانچویں جگہ فرمایا۔

تاللہ لقد ارسلنا الی امم من قبلک فزین لھم الشیطان اعمالھم فھو ولیھم الیوم ولھم عذاب الیم وما انزلنا علیک الکتاب الا لتبین لھم الذی اختلفوا فیہ وھدی ورحمۃ لقوم یومنون ۰ (نحل ع ۱۴)

قسم ہے میری ذات کی اے پیغمبر ہم نے تجھ سے قبل کی امتوں میں بھی رسول بھیجے تو ان قوموں کے اعمال کو شیطان نے مزین کردیا اور وہی شیطان آج ان کا دوست ہے۔ اور ان لوگوں کیلئے دردناک عذاب ہے ہم نے تجھ پر صرف اسلئے کتاب اتاری ہے کہ تو ان کیلئے اس چیز کو بیان کردے جسمیں وہ مختلف ہوئے اور اس غرض سے کہ یہ کتاب ایمان والی قوم کیلئے ہدایت و رحمت ہے۔

اللہ تعالی نے صاف فرمادیا کہ خدا نے انبیاء کے ساتھ جنس کتاب اسلئے اتاری کہ جو کچھ لوگوں میں اختلاف ہو اس کا یہ کتاب فیصلہ کردے۔ ٹھیک اسی طرح پانچویں آیت میں فرمایا کہ قرآن مجید کو بھی خدا نے اسی لئے اتارا ہے کہ جس چیز میں لوگوں میں اختلاف ہو اس کو قرآن بیان کردے۔

چھٹی جگہ فرمایا

وما اختلفتم فیہ من شیٔ فحکمہ الی اللہ ذالکم اللہ ربی علیہ توکلت والیہ انیب

جس چیز میں تم اختلاف کرو اسکا فیصلہ خدا کیطرف ہے (یہ کہو) وہی اللہ میرا رب ہے اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور اسی کیطرف لوٹوں گا۔

ساتویں جگہ فرمایا۔

وما کان اللہ لیضل قوما بعد اذ ھداھم حتی یبین لھم ما یتقون ۰

اللہ تعالی کسی قوم کو ہدایت کردینے کے بعد اسے گمراہ نہیں کرتا یہاں تک کہ ان کیلئے وہ چیز بیان کردیتا ہے جس سے وہ لوگ بچیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کیلئے ان تمام چیزوں کو بیان کر دیا جن سے انھیں بچنا چاہیئے۔ جیسا کہ فرمایا

وقد فصل لکم ما حرم علیکم الا ما اضطررتم الیہ ۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی تفصیل کر دی جو تم پر حرام ہیں مگر جس کیطرف تم بیقرار ہو۔

آٹھویں جگہ فرمایا۔ ؎۵

فان تنازعتم فی شئ فردوہ الی اللہ والرسول ۰ اگر تم کسی بات میں جھگڑ پڑو تو اُسے اللہ اور رسول کیطرف پھیر دو۔

یعنی یہ رجوع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اللہ کی کتاب اور رسولؐ کی سنت کی طرف ہوگا۔ یہاں اللہ تعالیٰ کا قول فان تنازعتم شرط ہے اور فعل سیاق شرط میں نکرہ ہے۔ تو مطلب یہ ہے کہ کوئی بھی چیز ہو اگر اس میں جھگڑا پڑ جائے تو اس کو اللہ ورسول کی طرف پھیرنا چاہیئے۔ اگر اللہ اور اس کے رسولؐ کا بیان جھگڑے کیلئے فیصلہ کن نہ ہوتا تو ان کی طرف پھیرنے کا ہرگز حکم نہ کیا جاتا۔ اللہ کیلئے تو ظاہر ہے کہ اس کا کلام سارا قرآن مجید ہی ہے۔ رہا رسول کا بیان و کلام تو اسے بھی فیصلہ کن ماننا ضروری ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کتاب و حکمت دونوں نازل فرمائیں جیسا کہ اسکو قرآن میں متعدد جگہ ذکر فرمایا۔ اور رسول اللہ نے بھی اپنی امت کو ان دونوں باتوں کی تعلیم دی جیسا کہ خدا تم فرماتا ہے۔

ویعلمھم الکتاب والحکمۃ ۔ یہ رسول انھیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے۔

رسول اللہ صلعم اپنے گھر میں بھی کتاب و حکمت کا ذکر کرتے رہتے تھے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے اپنے رسول کی بیویوں کو اس کتاب و حکمت کا ذکر کرتے رہنے کا حکم فرمایا۔ ارشاد ہوا۔

واذکرن ما یتلیٰ فی بیوتکن من اٰیات اللہ والحکمۃ ۔ (اے رسول کی بیویو!) جو کچھ تمہارے گھروں میں اللہ کی آیتوں اور حکمت سے بیان کیا جاتا ہے اسے ضرور یاد کرتی رہو۔

اللہ کی آیتیں تو وہی قرآن کریم ہیں۔ اس لئے کہ نفس قرآن اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ اللہ کی طرف سے آنا ہوا ہے تو وہ خود اپنے آنا ہے جاننے پر علامت اور دلالت ہے۔ اور حکمت سے کیا مراد ہے؟ اس کی تفسیر میں اکثر سلف صالحین نے یہی کہا ہے کہ وہ سنت ہے اور ایک با کمال گروہ نے اور اسکے علاوہ دوسرے حضرات نے بھی یہ کہا ہے کہ حکمت دین کی معرفت اور اس پر عمل کرنے کو کہتے ہیں۔ اسکی دوسری تفسیریں بھی کی گئی ہیں۔ جن میں ہر ایک حق ہے۔ غرض حکمت اس چیز کے

؎۵۔ علامہ رحمۃ اللہ نے یہاں پر جتنی آیتیں نقل کی ہیں۔ ان میں اوپر کی تین آیتیں اس امر کو اچھی طرح ظاہر کر رہی ہیں کہ اسلام زمانۂ نبوی ہی میں مکمل و مفصل ہو چکا تھا اس میں کسی چیز کی مذہبی و اسلامی حیثیت سے کمی نہیں رہی۔ یا تو خود قرآن نے صراحۃً بیان کیا یا کنایۃً بیان کیا جسے احادیث رسول نے مفصل کر دیا۔ اب حدیث و قرآن کے بعد ہمارے لئے مذہبی حیثیت سے کسی تیسری چیز کی ضرورت نہیں۔ اس امر پر خود علامہؒ آگے بحث کریں گے اسکے بعد کی تمام آیتوں سے واضح طور پر یہ ثابت ہوتا ہے کہ تمام اختلافات کو سب سے پہلے قرآن سے اس کے بعد حدیث سے فیصلہ کرنا چاہیئے۔ آج مسلمانوں میں جس قدر فرقہ بندیاں ہیں اگر قرآن و حدیث کو مرکز بنالیا جاتا تو ہرگز اختلافات کی خلیج وسیع نہ ہوتی۔ اور ان فرقہ بندیوں کا جس نے اسلام کو بہت کچھ نقصان پہنچایا ہے۔ قطعی خاتمہ ہو جاتا۔ کاش آج بھی مسلمان توجہ کریں۔ اور قرآن کی اس صحیح پکار پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اپنی تمام فرقہ بندیاں اور سارے لایعنی مذہبی جھگڑے چھوڑ دیں اور قرآن و حدیث لیکر خالص مسلمان بنجائیں۔ ۔ مترجم

© rasailojaraid.com

درمیان جس کا حکم دیا گیا اور جس سے روکا گیا ہے اور حق و باطل کے درمیان تمیز دینے اور باطل کے خلاف حق کی تعلیم دینے پر
مشتمل ہے۔ اور یہی تو سنت ہے جس کے ذریعہ حق و باطل کے درمیان فرق کر دیا گیا اور اعمال حسنہ اور افعال قبیحہ سے اور خیر
شر سے امتیازی طور پر بیان ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک روایت آئی ہے۔ آپ نے فرمایا ہے۔
ترکتکم علی البیضاء لیلہا کنہارہا لا یزیغ   میں نے تم کو ایک روشن سنت پر چھوڑا ہے جس کی روشنی کا یہ حال
عنہا بعدی الا ھالک ۔   ہے کہ اسکی رات اسکے دن کی طرح ہے۔ اس سے میرے بعد صرف ہلاک ہونیوالا ہی کج ہو
حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے بھی اسی قسم کا کلام مروی ہے۔ اور یہ چیز حدیث و آثار میں بہت زیادہ ہے جس کو لوگ
ان کتابوں میں ذکر کرتے ہیں جن میں یہ مسائل ذکر کئے جاتے ہیں۔ جیسا کہ سنت کے متعلق تصنیف کرنیوالے متعدد حضرات مثلاً ابن بطہ
اللالکائی، طلمنکی اور ان سے قبل کے مصنفین مثلاً اصحاب احمد بن حنبل، عبداللہ، اثرم، حرب کرمانی اور خلال وغیرہ اسی کے مثل
ذکر کرتے ہیں۔ یہاں پر مقصود اسی کی تحقیق ہے۔ بلاشبہ کتاب و سنت دین کے تمام امور کو پورا کئے ہوئے ہیں۔ رہا اجماع امت
تو وہ بھی فی نفسہ حق ہے امت کا اجماع گمراہی پر نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح قیاس صحیح بھی حق ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے اپنے رسول
کو عدل کے ساتھ مبعوث فرمایا اور کتاب کے ساتھ میزان اتاری۔ میزان عدل کو اور عدل سے جو کچھ پہچانا جاتا ہے سب کو
شامل ہے۔ کتاب کے ساتھ میزان اتارنے کی تفسیر اس طرح بیان کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں پر اسکی معرفت کا الہام
کیا۔ اللہ اور اس کا رسول دو متماثل چیزوں کے درمیان مساوات پیدا کر دیتا ہے اور دو مختلف چیزوں کے درمیان فرق کر دیتا ہے
دراصل یہی قیاس صحیح ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ہر ایک مثال ذکر کی اور قیاس صحیح کو بیان کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے جن مثالوں کو
حق سے بیان کیا ہے وہی قیاس صحیح ہے۔ لیکن یہ بھی واضح رہے کہ قیاس صحیح کیلئے نص کی مطابقت ضروری ہے۔ کیونکہ میزان
کتاب کے مطابق ہوتی ہے۔ نیز خدا تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو حکم کیا کہ جو کچھ اللہ نے اتارا ہے اسی سے فیصلہ کرے اور یہی حکم کیا کہ
عدل سے فیصلہ کرے۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ خدا نے کتاب اتاری جسے یقیناً عدل و انصاف کے ساتھ اتارا۔ خدا فرماتا ہے
وان احکم بینہم بما انزل اللہ وان حکمت   اے پیغمبر! ان کے درمیان اللہ تعالیٰ نے جو کچھ اتارا ہے اسی کے ساتھ
فاحکم بینہم بالقسط   فیصلہ کر اور اگر تو فیصلہ کرے تو ان کے درمیان انصاف سے فیصلہ کر۔
رہا اجماع امت، تو یہ بھی حق ہے۔ خدا کے فضل سے امت محمدیہ کبھی گمراہی پر جمع نہیں ہو سکتی۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے
بھی اس امت کی یہ صفت کتاب و سنت کے ذریعہ ذکر کی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔
کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون   تم لوگ بہترین امت ہو جو لوگوں کیلئے پیدا کی گئی ہو تم اچھی باتوں کا
بالمعروف وتنہون عن المنکر وتومنون باللہ ۔   حکم کرتے اور بری باتوں سے روکتے ہو۔ اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔
اس امت کی یہ خاص صفت ہے کہ ہر اچھی بات کا حکم کرتی اور ہر بُری بات سے روکتی ہے۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے اس امت کے
پیغمبر کی بھی یہی صفت بیان کی۔ فرمایا۔ الذین یجدونہ مکتوبا عندھم فی التوراۃ والانجیل یامرھم بالمعروف
وینہاھم عن المنکر ط یہ وہ پیغمبر ہے جس کے پاس وہ لوگ اس چیز کو پاتے ہیں جو ان کے پاس توراۃ و انجیل میں لکھی
ہوئی ہے۔ یہ رسول انھیں اچھی باتوں کا حکم کرتا اور بُری باتوں سے روکتا ہے۔   (باقی آئندہ)

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com